9

اپنے اندر عقل، عزم اور استقلال پیدا کرو

(فرمودہ 14/ اپریل 1950ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میرے گلے میں تکلیف پہلے بھی تھی لیکن شوریٰ میں تین دن تک بولنے کی وجہ سے تکلیف اَور بھی بڑھ گئی ہے۔ گو خدا تعالیٰ کا اتنا فضل ہوا ہے کہ آواز بیٹھی نہیں لیکن بھرّا گئی ہے۔ کان میں بھی درد ہے اور بخار بھی ہو گیا تھا اِس لئے نہ تو میں بلند بول سکتا ہوں اور نہ لمبا بول سکتا ہوں۔

آج میں ایک ایسے امر کے متعلق خطبہ پڑھنا چاہتا ہوں جو مجھے مسجد کے اندر آ کر پیش آیا۔ جب کوئی شخص کسی شریعت اور قانون کو مانتا ہے تو اُس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ اُس کے پُرحکمت اور بالا ہونے کا قائل ہے۔ انسان اپنی آزادی کو یونہی برباد نہیں کرتا۔ وہ اپنی آزادی کو برباد کرنے کے لئے اُسی وقت تیار ہوتا ہے جب وہ چیز جس کے لئے وہ اپنی آزادی کو برباد کرتا ہے بہتر، اہم اور بالا ہو اور وہ سمجھتا ہو کہ اُس کے لئے جان، مال، آبرو اور وقت سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے۔ لوگ اپنی آزادی کی خاطر وطن چھوڑ دیتے ہیں، لوگ آزادی کو قائم رکھنے کے لئے اپنا مال قربان کر دیتے ہیں، عزتیں قربان کر دیتے ہیں، وہ بڑے بڑے عُہدے چھوڑ دیتے ہیں، بڑے بڑے رُتبے ترک کر دیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ آزادی، انسانیت کا دوسرا نام ہے۔ وہ رُتبوں، عُہدوں، مال اور جان غرض ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے۔ پس جب کوئی شخص کسی مذہب کو قبول کرتا ہے تو دوسرے لفظوں میں وہ یہ اقرار کرتا ہے کہ ہر چیز جس کے ذریعہ میں کسی نتیجہ تک پہنچ سکتا ہوں اُس کے سامنے ہیچ ہے اور اس کے لئے اپنا ارادہ مجھے کلّی طور پر چھوڑ دینا چاہیے۔ جب مذہب کے یہ معنے ہیں تو ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ مذہب

کے اصول کی پابندی کریں۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی طرف توجہ بہت کم کی جاتی ہے۔ احمدیت کے قیام کو 50 سے زیادہ سال ہوگئے ہیں اور اسلام کو قائم ہوئے 1400 سال ہونے والے ہیں لیکن عہدِ نبویؐ کے بعد بعض احکام کو اِس طرح ترک کر دیا گیا ہے کہ گویا وہ لغو اور فضول ہیں۔ ہماری جماعت نے بھی اُن کو قبول نہیں کیا۔ اور حالت یہ ہوگئی ہے کہ مذہب سنجیدگی کی بجائے مضحکہ خیز اور تمسخر معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسجد میں بچے پیچھے بیٹھیں اور بڑے آدمی آگے بیٹھیں۔1 میں نے ربوہ آکر بھی اِس پر ایک خطبہ پڑھا تھا۔ لیکن اب تم دیکھ لو کہ ایک نئے مامور کی جماعت اِس پر کیا عمل کر رہی ہے؟ جماعت کے ناظر بھی یہاں موجود ہیں، علماء اور فقہاء بھی یہاں موجود ہیں، تم میں بعض کے باپ اور دادے بھی موجود ہیں لیکن کسی نے بھی یہ خیال نہیں کیا کہ اِس حکم کے بھی کوئی معنے ہیں۔ بچے آگے بیٹھے ہیں اور بڑے پیچھے بیٹھے ہیں۔ گویا تم نے اُس شخص کی باتوں کو جو آسمان سے آیا ہے بے حقیقت سمجھ رکھا ہے۔

اسلام کا دوسرا حکم یہ ہے کہ اذان کو سنو اور اُس کے الفاظ منہ میں دہراؤ۔2 لیکن جب اذان ہو رہی تھی ایک لڑکے نے میرے ہاتھ پر پنجہ مارا اور پھر ایک رُقعہ دے دیا۔ اِسی طرح بار بار وہ میرے ہاتھ پر پنجہ مارتا اور مجھے رُقعہ دیتا جاتا۔ کوئی دیکھنے والا کیا کہتا؟ یہی کہ دوسرے کو کہتے ہیں کہ مسجد میں آکر ذکرِ الٰہی کرو اور خود عمل نہیں کرتے۔ اگر اُس بچہ کی جگہ پر کوئی بڑا ہوتا تو اُسے کچھ سمجھ ہوتی اور وہ ایسا نہ کرتا۔ یہ رُقعے اس بچے نے خود نہیں لکھے تھے کسی اَور نے دیئے اور اُس نے مجھے پکڑا دیئے۔ لیکن لکھنے والے کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ میں نے جس زبان سے اذان کے کلمات دہرانے ہیں اُسی زبان سے دعا کرنی ہے۔ اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ دعا قبول کیسے ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی جب ہتک کی جائے تو میری یہ دعا کیسے سُنی جائے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کہنے سے بھی ایسی دعا قبول نہیں ہوسکتی۔ رُقعہ دینے والے کو چاہیے تھا کہ جب میں مسجد سے باہر تھا وہ اُس وقت رقعہ دے دیتا یا اُس وقت رقعہ دیتا جب میں فارغ ہوکر واپس جاتا۔ اِدھر تو رقعہ دینے والوں نے مجھے ڈگڈگی بجانے والے کی طرح بنایا ہے اور اُدھر اذان تمہاری باجہ بن گئی ہے۔ تم خدا تعالیٰ کی ہتک کرتے ہو اور جب تم اُس کی ہتک کرتے ہو تو وہ تمہارے حق میں میری دعا کیسے سُنے گا۔

اِسی طرح ایک اَور بات ہے جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ

مردوں والے کام عورتوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ آخر میں قیدی تو نہیں ہوں کہ کمرہ بند کر کے بیٹھا رہوں۔ کسی نہ کسی وقت دروازہ کھولوں گا لیکن اِدھر دروازہ کُھلا اور کسی عورت نے رقعہ دے دیا اور پاس آ کر بیٹھ گئی کہ اِس کا جواب دو تو جاؤں۔ اگر کوئی مرد ہو تو میں کہوں کہ یہ رُقعہ دینے یا اِس کا جواب لینے کا طریق نہیں۔ اول تو مرد میں اِتنی سمجھ ہوتی ہے کہ وہ ایسا کام نہیں کرتا یا اُسے پتہ ہوتا ہے کہ مجھے باہر نکال دیا جائے گا۔ لیکن عورت کو پتہ ہے کہ مجھے کوئی باہر نہیں نکالے گا۔ میں نے جماعت کو بارہا منع کیا ہے کہ عورتوں کو رُقعے دے کر اندر بھیجنا ناشائستہ حرکت ہے۔ کل سے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مردوں کے جو رُقعے عورتوں کے ہاتھ اندر جائیں گے میں وہ رُقعے دفتر میں نہیں بھیجوں گا بلکہ اُنہیں پھاڑ کر پھینک دوں گا اور رُقعہ لانے والی عورت کو کہوں گا کہ میں اِس کا جواب تمہیں نہیں دوں گا۔ جب تم کو اُس رقعہ کا جواب دو گھنٹہ کی بجائے دو دن تک یا دو ماہ تک یا دو سال تک بھی نہیں ملے گا تو تم سمجھ جاؤ گے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ عورتوں کو اگر کوئی تکلیف ہے تو میں نے حکم دیا ہوا ہے کہ وہ میری بیویوں سے کہیں اور میری بیویاں مجھے کہیں۔ اگر میں کوئی بات اُس عورت کے منہ سے سُننا چاہوں گا تو اُسے بلا لوں گا کیونکہ بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ جب تک وہ خود نہ سُنی جائیں انسان پر اُن کی حقیقت نہیں کُھلتی۔ اگر کوئی ایسی بات ہو تو میں خود بھی سن سکتا ہوں لیکن یہ چیز محدود ہونی چاہیے۔ عورتیں اپنے معاملات میں آزاد ہیں لیکن اُنہیں میری بیویوں کے پاس جانا چاہیے۔ اگر کوئی بات اہم معلوم ہوئی تو میں خود اپنے پاس بلا کر پوچھ لوں گا۔ لیکن عورتوں کے ہاتھ رُقعے بھیجنا میرے وقت پر ناجائز تصرف ہے۔ ہماری جماعت جو دنیا کی فاتح بننے والی ہے اسے اپنے کاموں میں سمجھ سے کام لینا چاہیے۔

میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ رقعے بھیجنے کے آخر معنے ہی کیا ہیں۔ کسی کو کوئی ضرورت ہو تو وہ مختصر طور پر مجھے زبانی بتا دے۔ صحابہؓ اِسی طرح کیا کرتے تھے اُن سے رُقعے لکھنا ثابت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب باہر تشریف لاتے تو جس صحابی کو کوئی ضرورت ہوتی وہ آگے بڑھ کر مختصر طور پر بات کر دیتا۔ لیکن یہاں اول تو رُقعے لکھے جاتے ہیں اور پھر اختصار کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ کسی کے ہاں اگر اولاد نہیں ہوتی اور اُس نے دعا کے لئے کہنا ہوتا ہے تو وہ بیان یوں کرتا ہے کہ میں نے فلاں جگہ پر شادی کی تھی، نکاح آپ نے ہی پڑھا تھا، فلاں جگہ مہر پر جھگڑا ہوا تھا، فلاں جگہ اور فلاں حکیم سے علاج کروایا ہے لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اور اِس طرح ایک لمبی کہانی بیان کرنے کے بعد آخر میں وہ یہ

فقرہ کہہ دے گا کہ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اولاد عطا کرے۔ گویا پانچ منٹ وہ بالکل لغو باتوں میں ضائع کر دیتا ہے جس کا دعا سے تعلق نہیں ہوتا۔ صرف یہ کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی آپ دعا کریں۔ یا کسی کے ہاں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں تو یہ کہنا کافی ہے کہ میری نرینہ اولاد نہیں آپ دعا کریں۔ یا اولاد ہوتی ہے مر جاتی ہے آپ دعا کریں۔ مگر میں نے دیکھا ہے جب کسی کو ایسی لغو اور فضول باتوں سے روکا جاتا ہے تو وہ کہہ دیتا ہے ٹھہریئے میں وہیں آ رہا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے کہ تم مجھے کیوں اپنے ساتھ لے جا رہے ہو۔ صحابہؓ ایسا نہیں کرتے تھے۔ وہ نہایت مختصر طور پر اپنی ضرورت بیان کر دیا کرتے تھے۔ ایک صحابیؓ بات کر لیتے تو دوسرے آگے آ جاتے۔ دوسرے بات ختم کر لیتے تو تیسرے آگے آ جاتے۔

میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ دعا کا موقع جمعہ کا ہے اور تم اِس وقت رقعے دیتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ میں وہ رُقعے جیب میں ڈال لیتا ہوں۔ دعا کا وقت تو گزر گیا پھر دعا کب ہوگی۔ لیکن اگر تم زبانی کہو تو نماز میں دعا کی جاسکتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہے کہ کوئی شخص قصاب کے پاس گوشت لینے جائے اور اِدھر اُدھر پھر کر گھر واپس آ جائے اور دہلیز سے آگے گزرنے لگے تو کہے مجھے آدھ سیر گوشت تول دو۔ دعا کا جو وقت تھا وہ تم نے گزار دیا۔ تم نے رقعہ دیا اور میں نے جیب میں ڈال لیا۔ آخر میں ایسا بے وقوف تو نہیں کہ رقعے پڑھنے کے لئے نماز چھوڑ دوں۔ جس نے دعا کے لئے زبانی کہا اُن کے لئے خواہ اجمالی رنگ میں دعا کر لی جائے یا الگ کر لی جائے اُسے دعا پہنچ گئی۔ پھر کہنے والا دوسری دعاؤں میں شامل ہو جاتا ہے۔ مثلاً نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ [3] کہا جاتا ہے تو وہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [4] کہا جاتا ہے تو وہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ اور جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ [5] کہا جاتا ہے تو وہ اس میں شریک ہو جاتا ہے مگر رقعہ والا دیکھتا ہے کہ اُس کا رقعہ میں جیب میں ڈال رہا ہوں اور اُسے واپس گھر جا کر ہی پڑھوں گا اور اِتنے میں دعا کا وقت گزر جائے گا مگر وہ اِس فعل سے باز نہیں آتا۔ یہ غیر عقلی طریق ہے۔

میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ جماعت کو عقل سے کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں جو ہم کر سکتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔ جب نئی پَود آتی ہے تو وہ اُن کو بُھول جاتی ہے۔ میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ بڑوں کو چاہیے کہ وہ چھوٹوں کو سمجھائیں۔ مثلاً ا۔ ب۔ ج تینوں ایک

بات جانتے ہیں تو اُنہیں چاہیے کہ وہ "د" کو بھی سمجھائیں۔ لیکن بجائے اِس کے کہ وہ سمجھائیں خود بھی وہی کام کرنے لگ جاتے ہیں جو "د" بے خبری کے عالَم میں کرتا ہے۔ پس تم اپنے اندر عقل پیدا کرو، عزم اور استقلال پیدا کرو ورنہ تم دوسری قوموں پر زیادہ اثر نہیں ڈال سکو گے اور تمہاری زندگیاں کارآمد نہیں ہوں گی۔"

(الفضل مورخہ یکم جون 1950ء)

1: ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب مَا جَاءَ لِيَلِيَنِی مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى

2: صحیح بخاری کتاب الاذان باب مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الْمُنَادِی

3: الفاتحة:6

5،4: الفاتحة:7